جلسہ سالانہ کے انتظام میں ہمیں حج کے قواعد و ضوابط سے فائدہ اٹھانا چاہیئے

(فرمودہ ۲۵- دسمبر ۱۹۱۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:-

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ [1]-

پھر فرمایا-

پیشتر اس کے کہ مَیں اس آیت کے متعلق جو مَیں نے ابھی پڑھی ہے آپ لوگوں کے سامنے کچھ بیان کرو ایک بات بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں-

تھوڑے دن ہی ہوئے ہیں کہ لاہور سے ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے ایک بات کا ذکر کیا جس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی- مَیں عام طور پر لوگوں کی ایسی باتوں پر دھیان کرنے کا عادی نہیں ہوں اور لوگ بہت سی اس قسم کی باتیں کرتے رہتے ہیں مجھے ان کا کبھی ذرا بھی خیال نہیں آیا لیکن اس بات کا مجھ پر اثر ہوا اس لئے نہیں کہ وہ میری اپنی ذات کے متعلق تھی بلکہ اس لئے کہ جماعت کو اس ابتلاء سے بچانا چاہیئے تا ایسا نہ ہو کہ یہ ابتلاء بڑھتا بڑھتا بہت پھیل جائے- اس شخص نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک بڑے شخص نے تمسخر سے پوچھا کہ

چودھری فتح محمد ولایت میں کیا کام کرتے ہیں- اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ تمہاری تعلیم کے مطابق کہ دنیا میں احمدیت پھیلائی جائے وہ کوشش کررہا ہے اس کو کیا کامیابی ہوئی ہے- اگر تمہارے طریق سے کامیابی ہوتی تو چودھری صاحب اس وقت تک ایک دو انگریزوں کو ہی مسلمان کرتے- ایک اَور شخص نے اسی مجلس میں سے کہا کہ مَیں نے چودھری فتح محمد کا خط چھپا ہوا دیکھا ہے جس میں لکھا تھا کہ جنگ ہورہی ہے جس سے اس کی مراد یہ تھی کہ چودھری صاحب ولایت میں کچھ نہیں کررہے یونہی لغو کوشش کررہے ہیں بھلا اس طرح کامیابی ہوسکتی ہے- یہ باتیں سن کر میرے دل میں درد پیدا ہوا- مَیں نے خداتعالیٰ کے حضور دعا کی کہ الٰہی! اگر یہ سچ ہے کہ تُونے دنیا کی ہدایت اور راہ نمائی کیلئے مسیح موعودؑ کو بھیجا' اگر یہ درست ہے کہ مسیح موعودؑ تیری طرف سے مأمور ہوکر آیا تھا' اگر یہ سچ ہے کہ دنیا سے اسلام اُٹھ چکا تھا اور مسیح موعود کو تونے اسلام کے پھیلانے کیلئے بھیجا تھا تو دنیا میں اس کا نام لے کر اور اس کا ذکر خیر کرکے ہمیں برکت ہونی چاہیئے نہ یہ کہ ہم ترقی نہ کرسکیں اور اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوں- اے میرے مولیٰ! تُونے اپنے مسیح کو ہم میں رحمت کے طور پر بھیجا تھا یا عذاب کے طور پر- اگر وہ عذاب کے طور پر آیا تھا تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس کو چھپائیں اور اس کی باتوں کو پوشیدہ رکھیں تاکہ مغضوب قوم نہ کہلائیں لیکن اگر وہ درحقیقت فضل اور رحمت تھا دنیا کی بدیوں کو دور کرنے اور اصلاحِ خلق کیلئے اور دنیا سے فسق و فجور دور کرکے امن وامان قائم کرنے کیلئے آیا تھا تو اسی کے ذریعہ دینِ اسلام کی ترقی ہونی چاہیئے مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے مسیح موعود کو دنیا نہیں مان سکتی- کہنے والے نے تو یہاں تک بھی کہہ دیا کہ مسیح موعود کا ذکر سَمِّ قاتل ہے-

اس بات کو کوئی بیس دن گزرے ہیں- مَیں نے متواتر ہر روز دُعا کرنی شروع کی کہ الٰہی! مَیں اپنے ہی فائدہ کیلئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے فائدے کیلئے یہ چاہتا ہوں کہ تُو اس بات کو ثابت کردے کہ جس نبی کو تُونے ہم میں بھیجا وہ رحمت اور فضل ہے- اس کیلئے کوئی سامان کرکے ایسا نظارہ دکھلا دیجئے کہ ہر ایک اس کو دیکھ لے اور اسے معلوم ہوجائے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کرکے کامیابی ہوسکتی ہے- گزشتہ ہفتوں میں جو ولایتی ڈاک آئی' اس کو مَیں نے اس خیال سے پڑھا کہ خداتعالیٰ کوئی خوش کن خبر پہنچائے گا' اس گزشتہ ہفتہ بھی مَیں نے اسی شوق سے خطوط کو پڑھا- لیکن کوئی خط نہ تھا- تاہم مجھے خیال تھا کہ ایک منگل (اس دن

قادیان میں آج کل ولایت کی ڈاک آتی ہے) جلسہ کے ایام میں بھی آتا ہے خداتعالیٰ اسی میں کوئی صورت نکالے گا لیکن پیشتر اس کے کہ منگلوار آئے آج چودھری فتح محمد صاحب کا تار آیا ہے کہ "Corio became Ahmadi Muslim." یعنی مسٹر کوریو احمدی مسلمان ہوئے ہیں۔ تو خداتعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول کیا۔ اگر ساری دنیا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ مانے تو ہمیں کیا پرواہ ہے کیونکہ ہمارے پاس حق ہے۔ اگر دنیا اس کو قبول کرے گی تو اس کا بھلا ہوگا اور اگر قبول نہیں کرے گی تو تباہ و برباد ہوگی' ہمیں اس کے نہ قبول کرنے سے کوئی نقصان نہیں ہے۔ کیا دنیا کے تمام لوگوں کے قرآن شریف کو قبول نہ کرنے سے اس کی قدرومنزلت کم ہوسکتی ہے' ہرگز نہیں۔ قرآن اپنے اندر حق رکھتا ہے' اسلام اپنے اندر صداقت اور خوبی رکھتا ہے اگر ساری دنیا اس کی تعریف کرنے لگ جائے تو اس میں کچھ بڑھ نہیں جاتا اور اگر ساری دنیا اس کو چھوڑدے تو اس میں سے کچھ گھٹ نہیں جاتا۔ لیکن ہماری ترقی کی کوششوں میں یہ ایک روک تھی کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے کر ولایت میں تبلیغ کرنے میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔ خداتعالیٰ کے فضل سے وہ بھی مٹ گئی۔

اس کے بعد مَیں اس آیت کے متعلق جو مَیں نے پہلے پڑھی ہے بیان کرتا ہوں۔ میری تقریر اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی' زندگی رہی اور ہر طرح کے سامان خداتعالیٰ نے مہیا کئے تو ۲۷'۲۸ تاریخ کو ہوگی۔ میری طبیعت بیمار ہے دیکھئے اس وقت بھی کھانسی ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں مجھے ریزش ہوگئی چونکہ جلسہ قریب ہی آنے والا تھا اس لئے مَیں نے درس بند کردیا تاکہ حلق صاف ہوجائے مگر شاید اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ درس ہوتا رہتا تو وہ آپ ہی کوئی انتظام حلق کے صاف ہونے کیلئے کردیتا۔ لیکن ایسی قدرتِ الٰہی ہوئی کہ درس بند کئے ابھی دو دن ہی ہوئے تھے کہ دو عیسائی یہاں آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اسلام کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہیں اور بڑا وقت اس کام کیلئے آپ سے لیں گے۔ یہ خداتعالیٰ کی حکمت ہی تھی تین دن ان سے گفتگو ہوتی رہی اس کی وجہ سے کھانسی ہوگئی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کہ ۲۷'۲۸ کو مجھے تقریر کرنے کا موقع ملے گا یا نہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے مگر آج ایک اور ضروری بات ہے وہ بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔

دنیا میں انسان جو کام کرنے لگتا ہے اسی قسم کی دوسری مثالوں کو دیکھ کر ان سے نتائج اخذ کرلیتا ہے۔ مثلاً نئی کمیٹی بنانے والے دوسری کمیٹیوں کے قواعد اور ضوابط منگوا کر دیکھتے ہیں

ان سے انہیں معلوم ہوتا ہے کہ پریذیڈنٹ ہوتا ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ ہاں ہماری انجمن کا بھی پریذیڈنٹ ہونا چاہیئے- وہ دیکھتے ہیں کہ ایک سیکرٹری ہوتا ہے وہ سیکرٹری بنالیتے ہیں- وہ دیکھتے ہیں کہ ایک محاسب ہوتا ہے وہ بھی محاسب بنالیتے ہیں- اسی طرح وہ تجارتی کمیٹی جو نئی بنتی ہے وہ دوسری تجارتی کمیٹیوں کے قواعد و ضوابط منگواتی ہے- تعلیمی کمیٹی بنانے والے اور ایسی ہی کمیٹیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو ہر ایک قسم کی کمیٹی کے بنانے والے اپنے سے پہلی نظیروں سے فائدہ اٹھا کر ان کے قواعد پر عمل کرتے ہیں اور ایسا ہی ان کو کرنا بھی چاہیئے کیونکہ بڑا بیوقوف ہے وہ انسان جو تجربہ شدہ بات کو چھوڑ کر خود تجربہ کرنا شروع کردے اور اگر وہ اس طرح کرنے لگے تو کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا کیونکہ اتنی تو کسی کی عمر بھی نہیں ہوسکتی کہ وہ سارے تجربے خود کرسکے- وہ تو اسی کوشش اور سعی میں ہی وفات پاجائے گا- تو تجربہ شدہ باتوں سے فائدہ اٹھانا عقل مندوں کا کام ہے-

ہمارے لئے بھی جلسہ ہر سال آنے والی چیز ہے جس طرح وہ کمپنیاں دوسری اپنی ایسی کمپنیوں کے قواعد سے نتیجہ اخذ کرتی ہیں اسی طرح ہمیں بھی چاہیئے کہ اس جلسہ کی رنگ کی کسی چیز سے نتائج اخذ کرکے فائدہ اٹھاویں- ہم اپنے جلسہ کو کسی کمیٹی یا جلسہ سے کسی طرح بھی مشابہت نہیں دے سکتے- انجمنیں اور کمیٹیاں تو دنیا میں بہت ہیں مگر ان سے ہمارے جلسہ کو اس لئے مشابہت نہیں ہے کہ وہ انسانوں کی بنائی ہوئی ہیں مگر ہم جس کام کی نظیر چاہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اسی کا قائم کردہ ہے- لوگ کئی جگہ اکٹھے ہوتے ہیں' میلے لگتے ہیں' جلسے ہوتے ہیں لیکن ہم کسی میلہ کیلئے اکٹھے نہیں ہوتے ہماری غرض تماشہ دیکھنا نہیں ہوتی- دنیا میں لوگ تماشوں کیلئے اکٹھے ہوتے ہیں' بڑے بڑے سامان لاتے ہیں' خرید و فروخت ہوتی ہے' ہم اس کیلئے بھی جمع نہیں ہوتے- اب ہم جو قواعد بنائیں تو کس طرح بنائیں اور کس چیز سے اپنے اجتماع کو مشابہت دیں- اس کیلئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چیز دنیا میں ایسی ہے جس سے ہمارے جلسہ کو مشابہت ہوسکتی ہے اور وہ حج ہے- حج کوئی میلہ نہیں' نمائش نہیں' کسی انجمن کا جلسہ نہیں' وہ خدا کا کام ہے اور دین کیلئے قائم کیا گیا ہے- خدا کے نبیوں کے ذریعہ قائم ہوا ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ حج کیلئے جو قواعد اور ضوابط ہیں ان سے فائدہ اٹھائیں- یہ آیت جو مَیں نے پڑھی ہے اس میں حج کے متعلق احکام ہیں- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حج کے کچھ معلوم مہینے ہیں (محرم' ذی القعدہ' ذی الحج' سارا مہینہ یا دس دن) پس جو کوئی ان میں

حج کا قصد کرے اس کو کیا کرنا چاہیئے؟ وہ یہ کرے کہ حج میں رَفَث، فُسُوْق اور جِدَال نہ کرے، یہ اس کیلئے جائز نہیں ہے۔ ہر وہ شخص جو حج کیلئے جاتا ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حج میں رَفَث، فُسُوْق اور جِدَال نہ کرے۔ رفث کیا ہے۔ جماع کو کہتے ہیں۔ یہ بھی حج میں منع ہے لیکن اس کے معنی اور بھی ہیں جو یہاں چسپاں ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ بدکلامی، گالیاں دینا، گندی باتیں کرنا، گندے قصے سنانا، لغو اور بیہودہ باتیں کرنا جسے پنجابی میں گپیں مارنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر کوئی حج کو جاتا ہے تو اسے کسی قسم کی بدکلامی نہیں کرنی چاہیئے، گندے قصے نہ بیان کرنے چاہئیں، گپیں نہ ہانکنی چاہئیں۔ فسوق کے معنی ہیں اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نکل جانا۔ حاجیوں کا فرض ہے کہ وہ خداتعالیٰ کی فرمانبرداری سے باہر نہ نکلیں اور تمام احکام کو بجالائیں۔ پھر جہاں لوگوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں لڑائیاں بھی ہوا کرتی ہیں کیونکہ لوگوں کی مختلف طبائع ہوتی ہیں اور بعض تو ضدی واقعہ ہوتی ہیں اس لئے ان میں ذرا ذرا سی بات پر لڑائی ہوجاتی ہے مثلاً یہی کہ اس نے میری جگہ لے لی، مجھے دھکا دے دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے فرمایا کہ لڑائی نہ کرنا۔ اس میں خداتعالیٰ نے مسلمانوں کو بتایا ہے کہ جب تم حج کیلئے نکلو تو یہ تین باتیں یاد رکھو۔ آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خداتعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کیلئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کیلئے دینی لحاظ سے حج تو مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کردینا بھی جائز سمجھتے ہیں اس لئے خداتعالیٰ نے قادیان کو اس کام کیلئے مقرر کیا ہے۔ ہمارے آدمیوں میں سے جن کو خداتعالیٰ توفیق دیتا ہے حج کرتے ہیں مگر وہ فائدہ جو حج سے مقصود ہے وہ سالانہ جلسہ پر ہی آکر اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اس غرض کیلئے نکلے وہ گندی اور لغو باتیں نہ کرے، خدا کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرے اور لڑائی جھگڑا بھی نہ کرے۔

پس مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اگر یہاں آکر فائدہ اٹھانا ہے تو ان احکام پر عمل کرو۔ ایک دوسرے سے فضول باتیں کرنا، گپیں ہانکنا، لغو اور بیہودہ قصے سننا سنانا اور بہت جگہ بھی ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہی باتوں کو نابود کرنے کیلئے تلوار کھینچی ہے اور خداتعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ان کو مٹاکر یہ اجتماع قائم کیا ہے تو جس طرح اس شخص کیلئے وہ حج بے فائدہ اور غیر مفید ہے جو رَفَث،

فُسُوْق اور جِدَال کو حج کے ایام میں نہیں چھوڑتا' اسی طرح اس جلسہ پر آنے والا وہ شخص بھی ثواب اور فائدہ سے محروم رہتا ہے جو ان باتوں کو نہیں چھوڑتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۲؎ - تمہیں ان باتوں کے چھوڑنے میں دقتیں پیش آئیں گی۔ مشکلات ہوں گی۔ مثلاً ایک شخص کو کسی نے گالی دے دی اگر وہ یہ کہے کہ میری غیرت نہیں برداشت کرتی' مَیں ضرور اس سے بدلہ لُوں گا۔ ایسا آدمی اگر صبر سے کام لے تو گو اس کیلئے کسی قدر مشکل ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اس طرح خدا کیلئے کرو گے تو کیا یہ ضائع جائے گا' ہرگز نہیں۔ تم جو بھی بھلائی کا کام کرو ہم اس کو خوب جانتے ہیں۔ تم اپنے افسروں اور حاکموں کو خوش کرنے کیلئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھاتے ہو اور چاہتے ہو کہ وہ تمہاری ان خدمات کو دیکھیں لیکن جب تم کو یہ معلوم ہو کہ ہم جو کچھ خدا کیلئے تکلیف برداشت کریں گے اس کے دیکھنے اور جاننے والا خدا موجود ہے تو کیا تم اس کیلئے تکلیف برداشت نہیں کرسکتے۔

وَتَزَوَّدُوْا ۳؎ - جب دنیا میں لوگ سفر کیلئے نکلتے ہیں تو کیسی تکالیف برداشت کرتے ہیں اور سامان سفر کے مہیا کرنے کیلئے انسان کس طرح اسباب اور دیگر اشیاء مہیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جو تم ایک جگہ جمع ہوئے ہو تو یہ تمہارے ایک آخرت کے سفر کی تیاری ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ جب تم چھوٹے چھوٹے سفروں کیلئے سامان مہیا کرتے ہو تو اس کیلئے بھی کرو۔ اور سب سے اچھا سامان تو یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور اگر تمہیں تکالیف اور مشکلات برداشت کرنی پڑیں تو کرلو۔ دنیا میں انسان اگر کسی دُکھ اور تکلیف کے برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر مَیں ایسا کروں گا تو مجھے نقصان اٹھانا پڑے گا۔ مثلاً کسی کو کسی نے گالی دی تو وہ یہ سمجھے گا کہ اگر میں نے اس کا جواب نہ دیا اور چپ رہا تو میری ہتک اور ذلت ہوگی۔ تو انسان نقصان کے خطرہ کی وجہ سے تکلیف کے برداشت کرنے سے انکار کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاتَّقُوْنِ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ ۴؎ - ہمارے مقابلہ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتا اس لئے اے داناؤ! تم مجھ سے ہی ڈرو۔ اگر تم مجھ سے ڈرو گے تو کون ہے جو تمہیں نقصان پہنچاسکے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ رَفَث' فُسُوْق اور جِدَال تو ہمیشہ ہی منع ہے مگر اس اجتماع کے موقع پر یہ اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ انسان ہمیشہ کیلئے اپنے آپ پر دباؤ نہیں ڈال سکتا۔ مگر

ایک وقت کیلئے تو وہ ڈال سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی کو گالیاں دے رہا ہو لیکن اگر اس کو اپنے افسر کے سامنے جانا پڑجائے تو وہ اپنی زبان کو روک لے گا اور اپنے نفس پر دباؤ ڈالے گا۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ اب جو تم خدا کے حکم سے ایک جگہ جمع ہوئے ہو تو ان باتوں کو اس موقع پر قطعاً چھوڑ دو اور ان کو چھوڑ کر جو تم بھلائی کماؤ گے اس کو اللہ خوب جانتا ہے۔ تم لوگ جو ان جلسہ کے پانچ ایام میں ان باتوں کو چھوڑ دو گے اور اپنے نفس پر ظلم برداشت کروگے اور اپنے نفس کو ماروگے تو یہ جو تمہاری بھلائی ہوگی خداتعالیٰ اسے بھلائے گا نہیں بلکہ اسی کے عوض تم سے ساری عمر کیلئے یہ باتیں چھڑادے گا۔ ایک کسان کھیت میں بیج ڈال کر اس کو خداتعالیٰ کے حوالہ کرآتا ہے۔ تم بھی اس بیج کی طرح اپنے دلوں میں اس بھلائی کو ڈال کر خداتعالیٰ کے حوالہ کردو۔ وہ خود اسے بڑھائے گا اور اس کی حفاظت کرے گا۔ بیج ضرور ہونا چاہیئے اس کو بڑھانا خدا کا کام ہے اور وہ ضرور بڑھاتا ہے۔ پھر ان دنوں میں جو کچھ کرنا چاہیئے وہ بھی خداتعالیٰ نے بتادیا ہے۔ فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوااللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَ کُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ۵؎ - یعنی جب تم مناسک حج کو پورا کرلو تو ساتھ ہی اس طرح خدا کو یاد کرنا شروع کردو جس طرح تم اپنے ماں باپ کو یاد کرتے تھے اور خدا کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر کرو۔ یہاں خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ ماں باپ کا جس طرح ذکر کرتے تھے اسی طرح خدا کا کرو۔ ماں باپ کا تعلق تو بہت محدود تعلق ہوتا ہے لیکن جو ہمیں اس خداتعالیٰ کے قائم کردہ جلسہ سے تعلق ہے وہ بہت بڑھ کر ہے اس لئے ہمیں اس سے یہ نصیحت مل گئی کہ جیسا کہ حج میں رَفَث، فُسُوْق اور جِدَال منع ہیں ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں اور جیسا حج میں مناسک حج کے بعد ذکر خدا کا حکم ہے اسی طرح ہماری جماعت جب لیکچر سننے سے فارغ ہوجائے تو فَاذْکُرُوااللّٰہَ تم خدا کے ذکر میں لگ جاؤ۔

اس حکم میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں جب حج کرچکتے تو اپنے آباؤواجداد کا نام لے کر ان کا ذکر کرتے۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کا ذکر کرو اس سے بڑھ کر جیسا کہ تم اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو۔ اس کے یہ معنی ہی نہیں ہیں کہ جس طرح تم اپنے ماں باپ کی تعریف کرتے ہو اسی طرح یا اس سے زیادہ خدا کی کرو۔ بلکہ یہ بھی کہ جس طرح ایک چھوٹا بچہ ماں باپ سے جب بچھڑ جاتا ہے تو روتا اور چلاتا ہے اور اس وقت تک آرام نہیں لیتا جب تک کہ اپنے ماں باپ کو نہ پالے اسی طرح بلکہ اس سے بھی

زیادہ خدا کے حضور انسان کو تڑپنا اور بلکنا چاہیئے۔ جن لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ جتنا اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو۔ اس سے بڑھ کر خدا کا ذکر کرو وہ تو گزر گئے (اہل عرب حج کے بعد اپنے آباء و اجداد کے کارنامے فخریہ ذکر کرتے تھے) مگر ہمارے لئے یہ موقع ہے تم یقیناً سمجھو کہ جو لوگ ان احکام کو مانیں گے اور ان پر عمل کریں گے وہ اپنے اندر نمایاں تغیر اور تبدیلی دیکھیں گے اور جب یہاں سے واپس جائیں گے تو بہت سی ان کمزوریوں سے جن کو وہ دور کرنا چاہتے تھے اور وہ دور نہیں ہوتی تھیں آسانی سے دُور کردیں گے' خدا تمہیں اس کی توفیق دے۔

ایک اَور بات مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سردی کے دن ہیں' سردی سے بچنا۔ بغیر کافی کپڑوں کے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔ ہم جو اس قدر کوشش کرتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑھے تو جو اس جماعت میں داخل ہوگئے ہیں کیا ان کی ہمیں قدر نہیں۔ بہت بڑی قدر ہے۔ پس تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو اور سردی سے بچنے کی بہت کوشش کرو۔ بعض لوگ اپنے ڈیروں پر ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ یہ دن تو بہت زیادہ عبادت کرنے کے دن ہیں اس لئے نماز باجماعت مسجد میں پڑھنی چاہیئے۔ مومن کبھی ست نہیں ہوتا' تم نے تو بڑے کام کرنے ہیں۔ تمہارے آگے ساری دنیا ہے جس کو تم نے فتح کرنا ہے۔ جو لوگ دارالعلوم میں رہتے ہیں وہ مسجد نور میں اور جو قادیان میں رہتے ہیں وہ چھوٹی اور بڑی مسجد میں نمازیں پڑھیں۔

وہ لوگ جو قادیان کے رہنے والے ہیں ان کو مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ پانچ باتیں جن لوگوں میں پائی جاتی ہوں وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتے اور ان پانچوں میں سے ایک مہمان کی قدر کرنا ہے قادیان کے رہنے والے کہتے ہیں کہ ہماری نسبت حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات ہیں اور آپ نے ہماری نسبت بہت عمدہ الفاظ فرمائے ہیں۔ مَیں ان باتوں کو مانتا ہوں مگر تم اپنے اعمال سے بھی ثابت کر دکھاؤ کہ واقعی تم ان باتوں کے مستحق ہو۔ پس جو مہمان تمہارے پاس آئے ہیں ان کی خاطر تواضع میں لگ جاؤ۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ میرے مہمان نہیں ہیں اس لئے مجھے خدمت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور تم اس کے بندے ہو تو کیا یہ بندے کا فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا کے مہمان کی خبرگیری کرے' ضرور ہے۔ پس یہ مہمان خدا کے گھر اور خدا ہی کی آواز پر آئے ہیں کیونکہ مامور من اللہ کی آواز خدا ہی کی آواز ہوتی ہے۔ تم لوگ ان کی خبرگیری کرو۔ اگر تمہیں کسی سے تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس کو برداشت کرو۔ اور کسی کی ہتک کرنے کا خیال بھی دل میں

نہ لاؤ جو مہمان کی ہتک کرتا ہے وہ اپنی ہی ہتک کرتا ہے کیونکہ مہمان اس کی عزت ہوتا ہے۔ پس اس سے احمق کون ہے جو اپنی عزت آپ برباد کرے یا اپنا گلا آپ ہی کاٹے۔ تم لوگ ہر طرح سے مہمانوں کی خاطر اور تواضع میں لگے رہو۔

اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو مَیں آپ لوگوں کو درد کی باتیں سناؤں گا۔ یہاں ہی کسی نے کہا تھا کہ ہمارے جانے کے بعد یہاں عیسائی پھریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل ہے کہ آج یہاں مسلمان ہی اُترے ہوئے ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ جلسہ کے ایام میں لوگ ٹھہریں گے۔ اللہ جن کو توفیق دے گا میری باتیں سنیں گے اور مَیں سناؤں گا۔

(دوسرا خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے حضور نے فرمایا)

مجھے ایک اَور خیال آیا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جلسہ کے ایام میں ذکرِ الٰہی کرو۔ اس کا فائدہ خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ۔ اگر تم ذکرِ الٰہی کرو گے تو خدا تمہارا ذکر کرنا شروع کردے گا۔ بھلا اس بندے جیسا خوش قسمت کون ہے جس کو اپنا آقا یاد کرے اور بلائے۔ ذکرِ الٰہی تو ہے ہی بڑی نعمت' خواہ اس کے عوض انعام ملے یا نہ ملے۔ پس تم ذکرِ الٰہی میں مشغول رہو۔

(الفضل ۳ - جنوری ۱۹۱۵ء)

اتا۴ البقرۃ:۱۹۸ ۵ البقرۃ:۲۰۱